اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدارس کے خلاف شر انگیزی......آخر کب تک!

برصغیر پاک و ہند میں مدارس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ اسلام کی آمد۔ اس زمانہ سے لے کر اب تک یہ مدارس تعلیم و تدریس کا ایک ایسا منفرد اسلوب رکھتے ہیں' جس کی مثال کسی اور نظام میں موجود نہیں ہے اور انہی اداروں کے فیض یافتہ حضرات کی بدولت آج ہم اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیم اس کی تہذیب و ثقافت اور ورثے کی حفاظت میں انہی لوگوں کی قربانیاں اور خون شامل ہے' جنہوں نے ان مدارس میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ بلکہ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ انگریزوں کے خلاف آزادی کی تحریک میں ہراول دستہ انہی علماء کرام پر مشتمل تھا' جنہوں نے مدارس کی چٹائیوں پر بیٹھ کر علم کی روشنی حاصل کی اور حقیقی آزادی کے لیے جہاد کا علم بلند کیا۔ جس کے نتیجہ میں برصغیر کو انگریز کی غلامی سے نجات ملی۔

آج ہم سب کی آزادی انہی علماء کرام اور مجاہدین کی مرہون منت ہے جو مدارس کے فیض یافتہ ہیں۔ کوئی لاکھ انکار کرے' لیکن اس کی گردن سے اس احسان کا بارگراں کبھی نہیں اتر سکتا۔ ہماری آزادی میں مدارس کے کردار اور ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا کرنے والے اپنے شاندار ماضی اور درخشندہ روایات کی حامل تاریخ کو داغدار کر رہے ہیں اور عمداً اپنے محسنوں کی ناشکری اور کردار کشی کر کے اپنے اعمال نامہ کو سیاہ کر رہے ہیں۔

آج پاکستان کے کلیدی عہدوں بڑی بڑی مسندوں اور نسل در نسل اعلیٰ مناصب پر براجمان لوگوں کی زبانیں آتش فشاں بنی ہوئی ہیں اور ان کے چرنوں میں بیٹھے لوگ بھی زہر اگل رہے ہیں اور دن رات ایک ہی بات کو دہرایا جا رہا ہے کہ دینی مدارس انتہا پسندی کو فروغ دے رہے ہیں اور ایسے نوجوان تیار کر رہے ہیں جو شدت پسندی کو ہوا دیتے ہیں۔ ان کا نظام فرسودہ ہے اور ان کو عصری علوم کی تعلیم کی ضرورت ہے تا کہ قومی

دھارے میں شامل ہوسکیں اور سب سے بڑی زیادتی اور شرانگیزی یہ ہے کہ کسی جگہ بھی کوئی حادثہ یا دہشت گردی ہوتی ہے' اس کی نسبت مدارس کی طرف کر دی جاتی ہے۔ جس پر نہ تحقیق نہ تفتیش ہر ایرے غیرے کے لیے نہایت آسان نسخہ ہے کہ ملزم یا مجرم تلاش کرنے کی بجائے کسی مدرسہ کا نام لے اور فائل داخل دفتر کر دی جائے۔

اس شرانگیزی کا خطرناک پہلو یہ ہے کہ اب ہر وہ شخص جس کی شکل وصورت شرعی ہے' چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی ہے' سر پر ٹوپی ہے' شلوار ٹخنوں سے اوپر ہے تو وہ موردالزام ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ گویا یہ خودساختہ شناخت ہے جو دہشت گرد کے لیے ہے اور ایسے لوگوں کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔ نہایت معتبر ذرائع کے مطابق فیصل آباد کے قریب ایک گاؤں میں ایسے لوگوں کی فہرستیں بنائی گئیں اور ان کی باقاعدہ شناخت پریڈ ہوئی جو باشرع تھے اور باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پاکستان ایک ایسی مملکت ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی ہے۔ قراردادِ مقاصد آئین کا حصہ ہے۔ آئین میں قرآن وسنت کو سپریم لاء تسلیم کیا گیا ہے۔ قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا۔ پاکستان کے صدر اور وزیراعظم کے لیے مسلمان ہونا ضروری قرار پایا ہے۔

کیا یہی قرآن وسنت کی بالادستی ہے؟ کہ اگر کوئی شخص قرآن وسنت پر عمل کرنا چاہے اور اپنی ظاہری شکل وصورت اس کے مطابق بنائے۔ احکامات الہیہ پر عمل کرے' اپنا تعلق مسجد سے جوڑے تو اسے ''روشن خیال لوگ'' دہشت گرد قرار دے کر باقاعدہ نگرانی کریں۔

پاکستان کے قیام کے بعد حکومت کی اولین ذمہ داری تھی کہ وہ دینی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتی اور پاکستان میں ایسا نظام تعلیم اور نصاب جاری کرتی کہ الگ سے کسی اور نظام تعلیم کی ضرورت نہ رہتی۔ مگر افسوس قیام پاکستان کے ساتھ محض ایسے لوگ اقتدار میں شامل ہوئے جو سیکولر ذہن رکھنے کے ساتھ بدترین متعصب تھے اور اسلام کو ایک آنکھ سے بھی دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ انہی لوگوں نے پاکستان میں طبقاتی نظام کی حوصلہ افزائی کی اور آج قوم کئی حصوں میں تقسیم ہے۔

دین جو ہماری اہم بنیادی ضرورت ہے' جس کے بغیر ہمارا وجود خطرے میں ہے' جو پاکستان کی سالمیت کا سب سے بڑا ضامن ہے۔ اسی دین کی تعلیم کے لیے مدارس قائم ہوئے۔ پاکستان میں دینی تعلیمات کے احیاء اور اسلامی تہذیب وثقافت کے فروغ میں دینی مدارس کے کردار سے کون انکار کر سکتا ہے؟ آج جو تھوڑی بہت اسلامی اقدار اور روایات نظر آ رہی ہیں' انہی مدارس کے مرہون منت ہیں۔ اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو ہماری دینی' اسلامی ضروریات کو پورا کرنے میں یہ مدارس اربوں روپے صرف کر رہے ہیں جو

وہ اپنے ذرائع سے جمع کرتے ہیں اور حکومت پر بوجھ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی یہ مدارس حکومت سے کوئی مطالبات کرتے ہیں بلکہ نہایت خاموشی سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ مدارس کے فارغ التحصیل علماء معاشرے میں نہایت مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کی اکثریت تعلیم کے شعبے سے وابستہ ہے۔ سکول کالج اور یونیورسٹیوں میں ان کی بڑی تعداد موجود ہے۔ بلکہ بری بحری اور فضائی افواج میں بطور معلم امام اور خطیب کے اپنا تعمیری کردار ادا کر رہے ہیں۔ آج تک کسی ادارے نے ان کے خلاف شکایت نہیں کی بلکہ اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ یہ لوگ نہ صرف باصلاحیت ہیں بلکہ پوری دیانت اور امانت کے ساتھ اپنا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور ان کی کردار سازی میں مدارس کے پاکیزہ ماحول کے بھی معترف ہیں۔

مگر افسوس بعض لوگ محض ذاتی رنجش عناد تعصب اور حسد کی بناء پر مدارس کے خلاف اپنی زبان اور قلم کو استعمال کرتے ہیں اور وہ موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ کسی جگہ کوئی بھی ایسا شخص پکڑا گیا جس کے چہرے پر داڑھی ہے فوراً اس کی نسبت مدارس کی طرف کردی اور اس پر کالم لکھنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اخبارات میں ایسے مجرموں کی واضح نشاندہی کی جاتی ہے جو کالج یا یونیورسٹیوں میں ابھی زیر تعلیم ہیں۔ لیکن آج تک کسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ ان کالجوں یا یونیورسٹیوں کو بند کر دیا جائے۔ یا اس کے نظام یا نصاب کو تبدیل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ بات معروف ہے کہ تعلیم کبھی بھی مجرم پیدا نہیں کرتی لیکن ماحول ہی اسے اچھا یا برا بناتا ہے۔ بالکل اسی طرح مدارس میں بھی تعلیم کے ساتھ نہایت ہی پُرسکون ماحول موجود ہوتا ہے۔ یہاں کوئی طالب مجرم بن کر نہیں نکلتا بلکہ وہ مصلح اور داعی ہوتا ہے اور اس کی آرزو ہوتی ہے کہ دیگر لوگ بھی اسلامی ماحول میں زندگی بسر کریں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔

مدارس کے خلاف ہرزہ سرائی بہت ہو چکی اس شرانگیزی کو بند کیا جائے اور اب ان کے مثبت پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے مدارس پاکستان کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ جہالت اور ناخواندگی کے خلاف یہ عملی جہاد کر رہے ہیں۔ غریب اور نادار طلبہ کو تعلیم کے مواقع فراہم کر رہے ہیں اور اسلامی تعلیمات اور اس کے ورثے کے محافظ ہیں۔ جن لوگوں کو مدارس کے خلاف شکایات ہیں وہ خود انکا دورہ کریں۔ حالات کا قریب سے جائزہ لیں اور اگر اس میں کوئی اصلاح کی ضرورت ہے تو ضرور مطلع کریں۔ اہل مدارس بڑی خندہ پیشانی سے ان کی تجاویز کا خیر مقدم کریں گے اور ان کے شکر گزار بھی ہوں گے۔

لیکن صرف اس بنیاد پر کہ ''چلو تم بھی ادھر جدھر کی ہوا چلے'' کے مصداق سنی سنائی باتوں پر مدارس کو بدنام کرنا ان کے خلاف مضمون یا کالم لکھ دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے اور نہ ہی یہ مسلمان کا شیوہ ہے نہ

یہ پاکستان اور اسلام کی خدمت ہے۔ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات آگے نقل کر دے۔ امید ہے تمام حلقے اس بات کا خصوصی اہتمام کریں گے اور مدارس کے بارے میں کچھ لکھنے یا کہنے سے پہلے اس کی تحقیق کر لیا کریں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

دینی جماعتوں کی شیرازہ بندی......وقت کی اہم ضرورت!

پاکستان کی بیشتر دینی جماعتیں اپنے اپنے حلقوں میں متحرک نظر آتی ہیں اور اپنے عقائد ونظریات کے مطابق اس کی دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کا کام بھی سرانجام دے رہی ہیں۔ ابتداء میں یہ جماعتیں انہی مقاصد کے لیے وجود میں آئی تھیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے مقاصد میں بھی وسعت پیدا ہوئی اور ایک صالح معاشرے کے لیے اچھی حکومت کا قیام ان کا نصب العین بن گیا۔ جس کے لیے جدوجہد شروع ہوئی۔ بعض جماعتوں نے اپنے ہم خیال سیاسی جماعتوں کے ساتھ الحاق کیا اور ان کے حلیف بن کر ایسے لوگوں کو انتخاب میں کامیاب کرانے کی کوشش کی، جو اسمبلیوں میں پہنچ کر کم ازکم ان کے عزائم کی تکمیل کر سکیں۔ اس تعاون پر انہیں بھی کچھ نشستیں ملتی رہی ہیں اور اس طرح یہ دینی جماعتیں اپنی آواز قانون ساز اداروں میں اٹھاتی رہی ہیں۔

تقریباً ایک دہائی قبل یہ کوشش کی گئی کہ دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور اس کے ذریعے دینی حلقوں کے ووٹوں کی قوت کو بروئے کار لایا جائے۔ لہٰذا یہ کوشش بہت حد تک کامیاب رہی اور متحدہ مجلس عمل وجود میں آئی۔ جس کے ذریعے گذشتہ انتخاب میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی اور متحدہ مجلس عمل صوبہ سرحد میں اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہوئی۔ جبکہ بلوچستان حکومت کا نصف حصہ بھی ان کے پاس رہا اور وفاقی حکومت میں متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن قائد حزب اختلاف قرار پائے۔ بلاشبہ یہ دینی جماعتوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ جو ان کے اتحاد کی وجہ سے انہیں نصیب ہوئی۔

اگرچہ ایک حلقہ دینی جماعتوں کی کارکردگی اور حکومت سازی سے مطمئن نہ ہوا اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگاتا رہا۔ ان کا کہنا ہے کہ حکومت میں ہوتے ہوئے انہوں نے کوئی قابل قدر کام نہیں کیا اور نہ